دھاگے، دانوں کی مروجہ تسبیح کی شرعی حیثیت

مفتی عمر فاروق لوہاروی

شیخ الحدیث دارالعوم لندن (یوکے)

تمہید:

دھاگے دونوں کی مروجہ تسبیح کو عربی میں "سُبحہ" اور "مُسبحہ" کہا جاتا ہے۔ اور ہمارے عرف میں ذوالالہ کا اطلاق الہ پر کرتے ہوئے "تسبیح" کہا جاتا ہے۔ بعض حضرات اس کے استعمال کو بدعت قرار دیتے ہیں، اور استعمال کرنے والوں کو مورد طعن ٹھہراتے ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوا، کہ اس سلسلے میں ایک مختصر سی تحریر شائع کی جائے، جس سے مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے۔

ذکر اللہ کی اہمیت:

"ذکر اللہ" اللہ تعالیٰ کے قریب ورضاء اور انسان کی روحانی ترقی اور ملاءِ اعلیٰ سے اس کے ربط کا خاص الخاص وسیلہ ہے۔ شیخ ابن القیم نے "مدارج السالکین" میں ذکر اللہ کی عظمت واہمیت اور اس کے اثرات وبرکات پر ایک بڑا بصیرت افروز اور روح پرور مضمون لکھا ہے۔ قرآن مجید نے دس مختلف ومتنوع اسالیب وپیرایوں سے ذکر اللہ کی تاکید وترغیب اور تخصیص وتلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ بعض آیات میں اہل ایمان کو تاکید کے ساتھ اس کا حکم دیا گیا ہے۔ بعض آیات میں اللہ کو بھولنے اور اس کی یاد سے غافل ہونے سے شدت سے منع فرمایا گیا ہے۔ بعض آیات میں فرمایا گیا ہے، کہ فلاح اور کامیابی اللہ کے ذکر کی کثرت کے ساتھ وابستہ ہے۔ بعض آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ذکر کی تعریف کی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ ذکر کے صلہ میں ان کے ساتھ رحمت ومغفرت کا خاص معاملہ کیا جائے گا، اور ان کو اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔ بعض آیات میں آگاہی دی گئی ہے، کہ جو لوگ دنیا کی بہاروں اور لذتوں میں منہمک اور مست ہو کر اللہ کی یاد سے غافل ہو جائیں گے، وہ ناکام اور نامراد رہیں گے۔ بعض آیات میں فرمایا گیا ہے، کہ بندے ہم کو یاد کریں گے تو ہم ان کو یاد کریں گے اور یاد رکھیں گے۔ کہ اللہ کے ذکر کو ہر چیز کے مقابلے میں عظمت وفوقیت حاصل ہے، اور اس کائنات میں وہ ہر چیز سے بالاتر اور بزرگ تر ہے۔ بعض آیات میں بڑے اونچے درجہ کے اعمال کے بارے میں ہدایت فرمائی گئی ہے، کہ ان کے اختتام پر اللہ کا ذکر ہونا چاہئے، گویا ذکر اللہ ہی کو ان اعمال کا خاتمہ بنانا چاہئے۔ بعض آیات میں ذکر اللہ کی ترغیب اس عنوان سے دی گئی ہے، کہ دانش مند اور صاحبِ بصیرت وہی ہیں، جو ذکر اللہ سے غافل نہیں ہوتے۔ بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے، کہ اونچے سے اونچے اعمال صالحہ کی روح ذکر اللہ ہے۔ رسول ﷺ نے بھی اپنے قول وعمل سے ذکر اللہ کی ترغیب وتلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے۔

"جاء اعدابیانِ الیٰ النبی ﷺ فقال احد ھما یا رسول اللّٰہ، اخبرنی بامرٍ اتثبت بہ قال: لا یزال لسانک رطبا من

ذكر الله. (الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان ۲/۹۲، حديث: ۸۱۱. ورواه الترمذی وقال: حدیث حسن غريب ورواه ايضا ابن ماجه والحاكم وقال: صحيح الأسناد ولم يخرجاه واقره الذهبی)

''دواعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں سے ایک نے عرض کیا: یا رسول اللہ: آپ مجھے کوئی ایسی بات بتادیجئے، جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں، اور اس پر کاربند ہوجاؤں۔ آپ نے فرمایا: ''تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے'' حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے:

سألت رسول الله ﷺ اىّ الاعمال احبّ الى الله تعالىٰ؟ قال: ان تموت ولسانک رطب من ذکر الله. (الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان ۲/۹۳ حديث: ۸۱۵)

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، کہ اعمال میں سے کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تمہاری موت اس حال میں آئے، کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔''

اذکار وتسبیحات کا شمار کرنا:

''ذکر اللہ'' اپنے وسیع معنی کے لحاظ سے نماز، تلاوت قرآن اور دعاء وغیرہ ہی کو شامل ہے، لیکن مخصوص عرف واصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس، توحید وتمجید، اس کی عظمت وکبریائی اور اس کی صفات کمال کے دھیان وبیان کو ''ذکر اللہ'' اور ''تسبیح'' کہا جاتا ہے۔ جس طرح شریعت اسلامیہ میں ذکر اللہ کی ترغیب وتاکید وارد ہوئی ہے، اسی طرح اس کے خاص کلمات بھی تلقین فرمائے گئے ہیں۔ تسبیح وتقدیس اور توحید وتمجید وغیرہ کے جو کلمات اور اذکار وتسبیحات منقول ہیں، ان میں سے بعض کی خاص تعداد روایات میں وارد ہوئی ہے۔ جیسے حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے؛ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من قال سبحان الله وبحمده فی يوم مائة مرة حطت (عنه) خطاياه، وان كانت مثل زبد البحر. (صحيح بخاری ۲/۹۴۸ كتاب الدعوات، باب فضل التسبيح)

''جو شخص روزانہ ''سبحان اللہ وبحمدہ'' سو مرتبہ کہے، تو اس کی لغزشیں معاف کردی جائیں گی، گو وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔''

خارج صلاۃ ان اذکار وتسبیحات کو شمار کرنے کے بارے میں کئی اقوال ہیں:

(۱) ضعفاء اور کمزوروں کے لئے کراہت نہیں ہے، اقویاء کے لئے کراہت ہے۔

(۲) مطلقاً یعنی اقویاء اور ضعفاء ہر ایک کے لئے مکروہ ہے۔

(۳) کسی کے لئے مکروہ نہیں، جبکہ وہ ریاء کو مستلزم نہ ہو۔

ان تین اقوال میں صحیح اور صواب قول تیسرا ہے، کہ جب اذکار وتسبیحات کا شمار کرنا ریاء اور دکھاوے کو مستلزم نہ ہو، تو مطلقاً مکروہ نہیں، نہ ضعفاء کے لئے کوئی کراہت ہے نہ اقویاء کے لئے۔ پہلے اور دوسرے قول کے لئے کوئی قابلِ اعتماد اور قوی دلیل نہیں ہے، جب کہ

تیسرے قول کے لئے دلیل اور مظبوط ترین دلیل یہ ہے، کہ رسول اللہ ﷺ سے قولاً وعملاً اور نصاً واشارتاً احادیث صحیحہ میں اذکار کا شمار کرنا ثابت ہے، اسی لئے امام ترمذی، امام ابوداؤد اور امام نسائی جیسے حضرات محدثین رحمہم اللہ نے اپنے اپنے مجموعۂ احادیث میں مستقل باب قائم کر کے تسبیحات کے شمار کا جواز ثابت فرمایا ہے۔

واضح ہو، کہ اذکار کا شمار کرنا فعل عبث نہیں ہے بلکہ اس میں جہاں ایک طرح کا اہتمام پایا جاتا ہے، وہیں اس میں ایک نفع بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں:

''اس کا نفع یہ ہے، کہ نفس سے شروع میں جب کوئی عمل کرایا جاتا ہے، تو اس پر سخت گراں ہوتا ہے، اور اس کو خوش رکھنا ضروری ہے، تا کہ کام کرے، اور سست ہو کر بے کار نہ ہو جائے۔ پس جب (تسبیحات) شمار کی جائے گی، تو نفس کو خوشی ہوگی، کہ میں نے آج اس مقدار میں کام کیا، اور اتنے اجر کا مستحق (امیدوار) ہوا۔ کل کو زیادہ کام کروں گا، تا کہ ثواب زیادہ ملے۔ اور جو بے شمار پڑھ لیا، نفس کو تکان تو ہو جائے گا، لیکن مسرّت نہ ہوگی، پس دوسرے روز فرائض بھی ادا کرنا دشوار ہوگا'' (المسکی الذکی یعنی تقریر ترمذی از حضرت تھانویؒ ۲/۶۶۲)

شیخ عبداللہ بن احمد بن محمود النسفیؒ بالا اقوال ثلثہ میں سے تیسرے قول کی تصحیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وهوا الصحیح، لانه اسکن للقلوب ، واجلب للنشاط. (مجموعة رسائل اللکنوی ۱/۱۵۱)

''یہی (عدم کراہت والا تیسرا اقوال) صحیح ہے، اس لئے کہ یہ شمار کرنا قلوب کے لئے زیادہ باعث سکون اور زیادہ نشاط آور ہے''

انگلیوں کے پوروں پر اذکار کا شمار کرنا:

رسول اللہ ﷺ سے اذکار و تسبیحات کا انگلیوں کے پوروں پر شمار کرنا ثابت ہے؛ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا، کہ آپ کے قول و فعل سے تو پوروں ہی پر شمار کرنا ثابت ہے۔ اس سلسلے کی دو احادیث حسب ذیل ہیں:

(۱) عن عبداللّٰه بن عمرو قال: رأیت رسول اللّٰه ﷺ یعقد التسبیح. قال ابن قدامة. بیمینه. (سنن ابی دوود، ابواب الوتر، باب التسبیح بالحصی ۱/۲۱۰ وسکت عنه ابوداود، ونقل المنذری تحسین الترمذی واقره واخرجه الترمذی وفی روایته: بیده، واخرجه ابن حبان ایضا بلفظ بیده)

''حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، کہ میں نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ تسبیح شمار فرمار ہے تھے۔ اس سند کے امام ابوداودؒ کے شیخ ثانی ابن قدامہ نے اس روایت میں ''بیمینہ'' (دائیں ہاتھ مبارک سے) کا اضافہ نقل کیا ہے۔ اب معنی یہ ہوں گے کہ آپ اپنے دائیں دست مبارک سے تسبیح شمار فرمار ہے تھے''۔

(۲) عن یسیرة وکانت من المهاجرات قالت: قال لنا رسول اللّٰه ﷺ علیکن بالتسبیح والتهلیل والتقدیس والمقدن باۀ نامل فانهن مسؤلات مستنطقات ولا تغفلن فتنسیق الرحمة. قال الترمذی: هذا حدیث انما نعرفه من حدیث هانی بن عثمانی. (جامع الترمذی، ابواب الدعوات ملحادیث، شتیّ ۲/۱۹۹ سنن ابی داود، کتاب

الصلاة،ابواب الوتر،باب التسبیح بالحصی ۱/۲۱۰ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ۲/۱۰۳ حدیث: ۸۳۹،مسند احمد ۶/۴۱۲ حدیث: ۲۷۱۵۴،وحسنه النووی فی "الاذکار" ص ۲۲ وابن حجرفی "نتائج الافکار" ۱/۸۴)

''حضرت یسیرہ (بنت یاسرؓ) سے جو مہاجرات میں سے ہیں، کہ رسول اللہ علیہ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا روایت ہے، کہ تم تقدیس (سبحان اللہ کہنا)، تہلیل (لا الا اللہ کہنا)، اور تقدیس جیسے "سبحان الملک القدوس" یا "سبوح قدوس رب الملائکة والروح" کہنا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں تقدیس سے مراد ''تکبیر'' یعنی ''اللہ اکبر'' کہنا ہو) کو لازم پکڑو، اوران کو انگلیوں کو پوروں سے شمار کرو، اس لئے کہ (دیگر اعضاء کی طرح) پوروں سے بھی (قیامت کے دن ان سے کیے گئے اعمال کے بارے) میں سوال کیا جائے، اوران میں گویائی پیدا کر کے ان کو بلوایا جائے گا۔اور ذکر سے غافل مت ہوؤ یعنی ذکر کو مت چھوڑو، ورنہ تم رحمت کو یعنی سبب رحمت کو چھوڑنے والی ہوں گی''

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذکار و تسبیحات کے شمار کرنے کا طریقہ آج کل کے معروف طریقے (پے درپے انگلیوں پر گننا) کی طرح نہیں تھا؛ بلکہ ایک خاص طریقہ اور متعین کیفیت تھی۔

کنکریوں اور گٹھلیوں پر اذکار کا شمار کرنا:

جیسا کہ ماقبل میں ذکر کیا گیا، کہ رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل سے تو اذکار کا انگلیوں کے پوروں ہی سے شمار کرنا ثابت ہے، لیکن آپ کی تقریر سے یہ بات بھی ثابت ہے، کہ کنکریوں اور گٹھلیوں پر بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

الرویات فی التسبیح بالنوی والحصی کثیرة عن الصحابة وبعض امهات المؤمنین،بل رآها النبی ﷺ واقرها.(مجموعة رسائل اللکنوی ۱۳۲۱)

حضرات صحابہ کرام اور بعض امہات المومنین سے کھجور کی گٹھلیوں اور کنکریوں کے ذریعہ تسبیح کے سلسلہ میں روایات بہت ہیں؛ بلکہ نبی ﷺ نے ان کو دیکھا، اور (نکیر نہیں فرمائی؛ بلکہ اس کو برقرار رکھا''

ذیل میں اس سلسلے کی چند روایات پیش کی جارہی ہیں:

(۱) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ عن سے مروی ہے:

انه دخل مع رسول الله ﷺ علی امرأة وبین یدیها نوی او حصی تُسَبِّحُ بها،فقال:(الا)اخبرک بما هو ایسر علیک من هذا او افضل،فقال: سبحان الله عدد ماخلق فی السماء وسبحان الله عدد ما خلق فی الارض وسبحان اللہ عددما خلق بین ذلک وسبحان الله عدد ماهو خالق،والله اکبر مثل زلک والحمد الله مثل ذلک ولا اِلٰه اِلا الله مثل ذلک ولا حول ولا قوة اِلا باللّٰه مثل ذلک .(سنن ابی داود،ابواب الوتر،باب

التسبیح بالحصی ۱/۴۱۰ ،جامع ترمذی،احادیث شتیّ من ابواب الدعوات وقال الترمذی:حسن غریب ۱۹۸/۲ ،واخرجه ابن حبان:الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ۱۰۱/۲ حدیث: ۸۳۵ والحاکم وقال الحاکم:صحیح الاسناد ووافقه الذهبی:المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۵۴۸،۵۴۷ والطبرانی فی الدعاء ۱۵۸۴/۳ حدیث :۱۷۳۸)

''حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک خاتون کے پاس پہنچے (ممکن ہے وہ خاتون ام المومنین حضرت جویریہؓ ہو، یا ممکن ہے کہ کوئی محرم خاتون تھیں اگر اجنبیہ تھیں تو ممکن ہے کہ یہ واقعہ نزولِ حجاب سے قبل کا ہو یا یہ کہیے کہ دخول فی البیت، رؤیت کو مستلزم نہیں) دراں حالیکہ اس خاتون کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا سنگریزے تھے، وہ ان گٹھلیوں یا کنکریوں پر تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو وہ نہ بتادوں جو تمہارے لئے اس سے زیادہ اسان ہے یا فرمایا کہ اس سے افضل ہے پھر آپ نے فرمایا: (کہ تم اس طرح کہو:)''سبحان اللہ عدد ماخلق فی السماء وسبحان الله عدد ما خلق فی الارض وسبحان الله عدد ما بین ذلک وسبحان الله عدد ما هو خالق'' (سبحان اللہ ساری آسمانی مخلوق کی تعداد کے مطابق، سبحان اللہ ساری زمینی مخلوقات کی تعداد کے مطابق، سبحان اللہ زمین، آسمان کے درمیان کی مخلوقات کی تعداد کے مطابق، سبحان اللہ اس مخلوقات کی تعداد کے مطابق، جس کو آبدالآباد تک پیدا فرمانے والے ہیں) اللہ اکبر اسی طرح (الله اکبر عدد ماخلق فی السماء والله اکبر عدد ما فی خلق فی الارض) ''الحمد الله'' اسی طرح، ''لا الا الله'' اسی طرح اور'' لاحول ولاقوة الا بالله'' اسی طرح۔''

(۲) ام المومنین حضرت صفیہؓ سے مروی ہے:

دخل علی رسول الله ﷺ وبین یدی اربعة الاف نواة اسبح بها(بهن)قال:لقد سبحت بهذا،الااعلمک باکثر مما سبحت به فقلت:بلی علمنی فقال:قولی:سبحان الله عدد خلقه .(جامع الترمذی،ابواب الدعوات،باب بلا ترجمة قبیل احادیث شتی من ابواب الدعوات،وقال الترمذی:هذا حدیث غریب لا نعرفه من حدیث صفیة الا من هذا الوجه من حدیث هاشم بن سعید الکوفی ولیس اسناده بمعروف ۱۹۵/۲ واخرجه الحاکم فی المستدرک ۵۴۸/۱ وقال:هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه،ووافقه الزهبی)

''حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، دراں حالیکہ میرے سامنے کھجور کی چار ہزار گھٹلیاں تھیں، جن کے ذریعہ میں تسبیح پڑھ رہی تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ان کے ذریعہ جتنی تسبیح پڑھی، میں اس سے زیادہ تم کو نہ بتلاؤں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں مجھے سکھائیے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: تم کہو:سبحان الله عدد خلقه''

مروجہ تسبیح کے عدم جواز کے اثبات میں ابوزید بکر بن عبداللہ نے ''السبحة تاریخها وحکمها'' نامی ایک رسالہ لکھا ہے، اس میں موصوف نے

حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت صفیہؓ کی مذکورہ دونوں حدیثوں کے متعلق اولاً لکھا کہ "وفی ثبوت سند کل منہما نظر (السبحۃ ص ۱۶) (ان دونوں میں سے ہر ایک کی سند کے ثبوت میں نظر ہے) لیکن جب سنداً و متناً تفصیلی بحث کی ہے، وہاں موصوف نے دونوں حدیثوں کی اسنادی حیثیت کے بارے میں اعتراف کیا ہے کہ: واما حدیث صفیۃ وحدیث سعد بن ابی وقاص فیشھد (کل واحد منہما السبحۃ ص:۱۴) ان دونوں میں سے سے ہر ایک کی سند کی ثبوت میں نظر ہے۔ للآخر اذ لیس فی اسناد احدھما من قدح فیہ من جھۃ عدالتہ (السبحۃ ص ۲۲) (بہر حال حضرت صفیہ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی حدیثوں میں سے ہر ایک دوسرے کے لئے شاہد ہے، اس لئے کہ ان دونوں میں سے کسی کی سند میں ایسا راوی نہیں ہے، جس کے متعلق عدالت کی جہت سے کوئی نقد کیا گیا ہو) رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد بھی حضرات صحابۂ کرامؓ میں کنکریوں اور گٹھلیوں پر اذکار و تسبیحات کو شمار کرنے کی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً

(۱) ابونضرہ سے مروی ہے:

حدثنی شیخ من طفاوۃ قال: تثویت اباھریرۃ بالمدینۃ، فلم أر رجلا من اصحاب رسول اللہ ﷺ اشد تشمیرا و لاقوم علی ضیف منہ فبینما انا عندہ یوما، وھو علی سریر لہ، معہ کیس فیہ حصی او نوی، واسفل منہ جاریۃ لہ سوداء، وھو یسبح بھا، حتی اذا نفد ما فی لکیس القاہ الیھا، فجمعتہ فاعادتہ فی الکیس، فدفعتہ الیہ... (سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب مایکرہ من ذکر الرجل ما یکون من اصابتہ اھلہ ۲۹۵/۱، واخرجہ الترمذی فی الادب، باب طیب الرجال ۱۰۷/۲ مختصرا بقصۃ الطیب، وقال الترمذی: ھذا حدیث حسن الاان الطفاوی لا نعرفہ الا فی ھذا الحدیث، والا نعرف اسمہ، واخرجہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ، کتاب الصلاۃ، باب فی عقد التسبیح وعدد الحصی ۱۶۳/۲ حدیث: ۷۶۶۰)

"ابونضرہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص طفاوی نے مجھ سے بیان کیا، کہ میں مدینہ منورہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کا مہمان بنا میں نے رسول اللہؐ کے اصحاب میں سے کسی کو ان سے زیادہ عبادت میں کوشش کرنے والا اور ان سے زیادہ مہمان کی خدمت کرنے والا نہیں دیکھا، اس دوران کہ میں ایک دن ان کے پاس تھا، اور وہ اپنی ایک چارپائی پر تھے، ان کے پاس ایک تھیلی تھی، جس میں کنکریاں یا کھجور کی گٹھلیاں بھری ہوئی تھیں، چارپائی سے نیچے ان کی ایک سیاہ رنگ کی باندی بیٹھی تھی، حضرت ابو ہریرہؓ ان کنکریوں یا گٹھلیوں پر تسبیح شمار کرکے پڑھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تھیلی کی وہ سب کنکریاں گٹھلیاں ختم ہو جاتیں، تو وہاں اس تھیلی کو اس باندی کی طرف ڈال دیتے، وہ ان کنکریوں یا گٹھلیوں کو جمع کرتی اور پھر تھیلی میں بھر کر ان کو دے دیتی۔ (وہ پھر ان پر تسبیح شروع کردیتے) مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

عن ابی سعیدؓ انہ کا ن یأخذ ثلاث حصیات فیضعھن علی فخذہ، فیسبح ویضع واحدۃ، ثم یسبح ویضع اخری، ثم یر فعھن ویصنع مثل ذلک، وقال: لا تسبحوا بالتسبیح صفیرًا (المصنف لابن ابی شیبۃ ۱۶۳/۲ حدیث: ۷۶۵۹)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ کے بارے میں دُوں مع کہ آپ تین کنکر لیکر اپنے ران پر رکھتے تھے پھر تسبیح پڑھتے۔ اور ایک کنکر اٹھاتے تھے پھر

دوسری مرتبہ تسبیح پڑھتے ۔اور دوسرا کنکر رکھتے تھے۔ پھر تیسری مرتبہ تسبیح پڑھتے اور تیسرا کنکر رکھتے تھے، پھران سب کنکر کو اٹھاتے اوردوبارہ اس طرح کرتے تھے۔اور آپ فرماتے تھے۔کہ تسبیح پڑھنے میں سیٹھی نہ بجاؤ۔مراد یہ ہے کہ تسبیح پڑھنے میں اس طرح جلدی نہ کروکہ مسلسل جلد جلد حرف سین کی ادائیگی سے سیٹھی کی آواز آئے۔

''یونس بن عبید اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں ان کی والدہ نے فرمایا حدیث کی عبارت''رأیت ابا صفية رجلا من اصحاب النبی قالت كان جارنا ههنا فكان اذا اسبح يسبح بالحص او النوا (اطبقات الكبرىٰ بن سعد ؛ ص ۷ /۲۳).

کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی حضرت ابوصفیہ کو دیکھا۔راویہ فرماتی ہیں وہ یہاں ہمارے پڑوسی تھے۔جب صبح ہوتی،تووہ سنگریزے یا گٹھلیوں پرتسبیح پڑھتے تھے۔

مذکورہ بالا احادیث وآثار سے انگلیوں کے پوروں،کھجور گٹھلیوں اور کنکریوں پر تسبیحات واذکار کا شمار کرنا قولاً یا عملاً یا تقریراً ثابت ہورہا ہے،لہذا اس طرح اذکار وتسبیحات کے شمار کرنے کا جواز کرنا بلاشعبہ قطعی ہے۔چنانچہ امام ابوداودؒ نے اپنی''سنن''میں مستقل ایک باب قائم فرمایا ہے:باب التسبیح بالحصی''(سنن ابی داود،ابواب الوتر ۱/۲۱۰)اسی طرح شیخ محمد بن علی بن محمد الشوکانیؒ نے''نیل الاوطار''میں قائم فرمایا ہے:''باب جواز عقد التسبیح بالید وعدہ بالنوی ونحوہ''(نیل الاوطار ۲/۳۱۶)

دھاگے دانوں کی مروجہ تسبیح پر اذکار کا شمار کرنا:

عہد رسالت میں دھاگے دانوں کی مروجہ تسبیح کا وجود تو نہیں تھا،لیکن ماقبل میں مذکور احادیث وآثار سے انگلیوں کے پوروں،کھجور کی گٹھلیوں اور سنگریزوں پر اذکار کے شمار کرنے کا جواز ثابت ہوگیا،اور یہ بات ظاہر ہے،کہ جوگٹھلی وغیرہ منثور ومنتشر اور متفرق والگ ہوں،ان سے شمار کرنے میں اور جوگٹھلی اور تسبیح کے دانے وغیرہ منظوم اور دھاگے میں پروئے ہوئے ہوں،ان سے شمار کرنے میں کوئی فرق نہیں۔منظوم یعنی مروجہ تسبیح دراصل پہلی صورت ہی کی ترقی یافتہ اور سہل شکل ہے۔جب پہلی صورت کا جواز ثابت ہوگیا،تو دوسری صورت کا جواز بھی نکل آیا۔

علامہ شوکانی فرماتے ہیں:

والحديثان الاخران(حديث سعد بن ابی وقاص الذی اخرجه ابو داود الترمذی وغيرهما وحديث صفية الذی اخرجه الترمذی والحاكم وصححه السيوطی)يد لا ن علی جواز عد التسبيح بالنوی والحصی وكذا بالسبحة لعدم الفارق لتقريره ﷺ للمرأتين علی ذلک وعدم انكاره.(نيل الاوطار ۲/۳۱۶)

شیخ محمد عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم مبارک پوریؒ تحریر ہیں:

ويدل علی جواز عد التسبيح بالنوی واحصی حديث سعد بن ابی وقاص.. وحديث صفية... پھر آگے علامہ شوکانیؒ

کا مرکوز بالا کلام نقل فرمایا ہیں: (تحفۃ الاحوذی بشرح جامع الترمذی ۳۲۲/۹)

حضرت موصوف جب شرح کرتے ہوئے حدیث سعد بن ابی وقاصؓ پر پہنچے تو تحریر فرمایا:

وفیہ دلیل علی جواز عد التسبیح بالنوی والحصی وکذا بالسبحة لعدم الفارق لتقریرہ ﷺ للمرأة علی ذلک وعدم انکارہ...(تحفة الاحوذی ۱۰/۱۲)

شیخ محمد شمس الحق عظیم آبادیؒ "عون المعبود شرح سنن ابی داود" میں حدیث سعد بن ابی وقاصؓ پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وھذا اصل صحیح لتجویز السبحة بتقریرہ ﷺ فانه فی معنا ھا، اذا لا فرق بین المنظومة والمنثورة فیما یعدبه، ولا یعتد بقول من عدھا بدعة (عون المعبود ۲۶۹/۴)

"بزل المجھود شرح سنن ابی داود" میں بعینہ مذکورہ بالا عبارت ہے۔(بذل المجھود ۲۲۹/۶ دار البشائر الاسلامیہ)

شیخ محمود محمد خطاب السبکیؒ فرماتے ہیں:

ومثل النوی فیما ذکر السبحة اذلا تزید السبحة علی ما فی ھذا الحدیث (ای حدیث سعد بن ابی وقاص) الا بضم نحو النوی فی خیط، ومثل ھذا لا یعد فارقا.(الھندامنھل العذب المورود ۱۶۴/۸)

"انوار المحمود علی سنن ابی داود" میں ہے:

یجوز التسبیح بالا نملة والحصی والنوی، ولا فرق بین المنظومة والمنثورة فیما یعد، ولا یعتد به، بقول من عدّھا بدعة...وبالجملة فی الحدیث دلیل لتجویز السبحة بتقریر النبی ﷺ اذالا فرق بین المنظومة والمنثورة(انوار المحمود ۴۶۰/۱، ۴۶۱)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

لم ینفل عن احد من السلف ولا من الخلف المنع من جواز عد الذکر بالسبحة؛ بل کان اکثرھم یعدونه بھا ولا یرون ذلک مکروھا.(المنحة السبحة ص ٦)

مروجہ تسبیح کے استعمال میں ایک خاص ہدایت اور تنبیہ:

صاحب المنہل نے صاحب المدخل کے حوالہ سے ایک ہدایت وتنبیہ ذکر فرمائی ہے، جو اپنی جگہ بالکل بجا اور درست ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ تسبیح کو قاعدہ میں استعمال کیا جائے، اس کو قلادہ کی طرح گلے میں لٹکانا یا جس طرح خواتین اپنے ہاتھوں میں کنگن استعمال کرتی ہیں، کہ ہاتھ پر لپیٹنا اور لوگوں کے ساتھ علمی یا غیر علمی گفتگو کے ساتھ ساتھ اس کو گھماتے رہنا گویا تسبیح بھی پڑھ رہے ہیں اور باتیں بھی ہو رہی ہیں، یہ سب ریاء، شہرت طلبی اور بدعت کی باتیں ہیں۔ اسی طرح علامہ علی عدوی کے حوالہ سے مزید بات یہ ذکر فرمائی ہے، کہ معتاد

طریقے سے ہٹ کر بہت بڑی بڑی تسبیح بنوانا بھی ریاء اور شہرت طلبی کے امور ہیں، جو بالاتفاق حرام ہے، لہذا جو آدمی معتاد طریقے پر تسبیح استعمال کرے، اس کو عجب، ریاء اور شہرت طلبی کے امور سے گریز اختیار کرنا چاہیئے۔

قال صاحب المد خل: من البدع الشنيعة التي تصدر من متصوفة هذا الذمان ما يفعله بعضهم من تعليق السبحة في عنقه، وقريب من هذا ما يفعله بعدمن ينسب الىٰ العلم فيتخذ السبحة في يده كانخاذ المرأة السوار في يدها ويلازمها وهو مع ذلك يتحدث مع الناس في مسائل العلم وغيرها ويرفع يده ويجركها في ذراعه وبعضهم يمسكها في يده ظاهرة للناس ينقلها واحدة واحدة كانه يذكر عليها وهو يتكلم مع الناس في القيل والقال وما جرى لفلان وما جرى على فلان، ومعلوم انه ليس له الالسان واحد، فعده على السبحة على هذا باطل لما علمت انه ليس له لسان آخر حتى يكون بهذا اللسان يذكرو باللسان اخر يذكرو باللسان الآخريتكلم فيما يختار، فلم يبق الان يكون اتحاذها على هذا الصفة من الشهرة والرياء والبدعة ا ه. وقد سئل العلامة شيخ المشائخ على العددى عن اتخاذ السبح (فاجاب) بأن اتخاذ السبح الكبار من خشب او عظم اوغير ذلك حرام يجب التباعد عنه باتخاذ سبحة من السبح المعتادة مما لا يحصل بها شهرة الا انه بعد اتخاذه اعلى الوجه المذكور لا يكون واضعالها في رقبته او نحو ذلك مما يقتضى أن حاملها من اولاد الفقراء فيؤول امره الىٰ الرياء المحرم بالاجماع، ويحذر ايضاً مما يفعله بعض الناس من كونه يتكلم مع الناس في اللهو واللعب ويديد السبحة من أولها الى آخرهٖ ... يوهم انه يسبح في تلك الحالة، والحاصل انه اذا تعاطى السبحة على الولجه المعتاد يتباعد عن الامور المقتضية للشهرة والعجب والرياء، لانّ ذلك كله محبط للعمل. ا ه. (المنهل العذب المورود ۱۶۴/۸، ۱۵۴)

انگلیوں پر شمار کرنا اولیٰ ہے:

دھاگے، دانوں کی مروجہ تسبیح پر اذکار وتسبیحات شمار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جبکہ اس کا استعمال قاعدہ کے مطابق ہو، تاہم اس حیثیت سے کہ انگلیوں کے پورے قیامت کے دن ان کے ذریعہ اذکار وتسبیحات شمار کرنے والوں کے بارے میں شہادت دیں گے، اور اپنا ظاہر کریں گے، کہ ہم بھی شریک تسبیح رہے تھے، افضل اور اولیٰ یہی ہے کہ اذکار وتسبیحات انگلیوں پر شمار کرنا چاہیئے۔ حدیث یسیرہؓ کے ذیل میں ''المنہل'' میں لکھا ہے:

وفي الحديث الحث على الذكر والترغيب في عده على الانامل، لتشهد له يوم القيامة، ولتعود بركة الذكر عليها، وأن العد عليها اولىٰ من عدة اولیٰمن عده على نحو السبحة (المنهل ۱۶۵/۸)

علامہ شوکانی فرماتے ہیں:

والحدیث الاول(ای حدیث یسیرة) یدل علی مشروعیة عقد الانامل بالتسبیح...وقد علل رسول اللہ ﷺ ذلک فی حدیث الباب بأن الانامل مسؤلات مستنطقات یعنی انھن یشھدن بذلک ،فکان عقد ھن بالتسبیح من ھذہ الحیثیة اولیٰ من السبحة والحصیٰ.(نیل الاوطار ۲/۳۱۶)

شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے بھی تقریباً یہی بات تحریر فرمائی ہے۔(تحفۃ الاحوذی ۳۲۲/۹)

کیا شیخ ابن تیمیہؒ مروجہ تسبیح کے بدعت ہونے کے قائل تھے؟

بعض حضرات کہتے ہیں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ مروجہ تسبیح کے بدعت ہونے کے قائل تھے۔چنانچہ بعض ویب سائٹ پر ''مجموع فتاوی شیخ الاسلام لابن تیمیہ'' کی طرف منسوب کر کے یہ بات لکھی ہوئی ہے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ مروجہ تسبیح کے سلسلے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاوی میں کل تین مختلف مواقع میں کلام کیا ہے۔دو مقامات میں ضمناً اور ایک مقام میں مستقلاً۔تینوں فتاوی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں،تاکہ قارئین کو صحیح صورتِ حال سمجھنے میں آسانی ہو۔

(۱) جامع مسجد میں سجادہ بچھا کر اس پر نماز پڑھنا بدعت ہے یا نہیں؟

اصلاً اس مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے شیخ الاسلام فرماتے ہیں: **وربما تظاھر احدھم بوضع السجادة علی منکبه، واظھار المسابح فی یدہ،وجعله من شعار الدین والصلاة،وقد علم بالنقل المتواتر أن النبی ﷺ واصحابه لم یکن ھذا شعارھم،وکانوا یسبحون ویعقدون علیٰ اصابعھم،کما جاء فی الحدیث :''اعقدن بالاصابع فانھن مسؤلات مستنطقات''وربما عقد احدھم التسبیح بحصی او نوی.والتسبیخ بالمسابح من الناس من کرھه،ومنھم من رخص فیه لکن لم یقل احد:ان التسبیح به افضل من التسبیح بالاصابع وغیرھا.(مجموع الفتاوی قدیم ۱۸۷/۲۲ باب شروط الصلاة)**

اس عبارت میں جو لوگ سجادہ کو کندھے پر رکھنے اور ہاتھوں میں تسبیح کے ظاہر کرنے کو شعارِ دین وصلاۃ میں سے خیال کرتے ہیں،ان کی تردید کی ہے،اذکار شمار کرنے کیلئے تسبیح کے استعمال کی تردید نہیں فرمائی ہے؛ بلکہ خود کوئی حکم لگانے کی بجائے دوسروں کے نظریات کو ظاہر فرمایا ہے،کہ بعض نے مکروہ قرار دیا ہے اور بعض نے اجازت دی ہے۔(تیسرے فتوے میں بھی ان نظریات کو ذکر کیا ہے اور وہاں اپنی رائے کو بھی ذکر فرمایا ہے،جیسا کہ آگے آرہا ہے۔)

(۲) وسئل عما اذا قرأ القرآن ویعد فی الصلاة بسبحة ھل تبطل صلاته ام لا؟فاجاب:ان کان المراد بھذا السؤال أیعد الآیات او یعد تکرار السورة الواحدة،مثل قوله ''قل ھو اللہ احد''بالسبحة فھذا لا بأس مه ،وان

اريد بالسؤال شئ آخر فليبينه، والله اعلم. (مجموع الفتاوى قديم ۲۲/۶۲۵ كتاب الصلاة، باب مايحرم او يكره في الصلاة)

اس فتویٰ میں اثناءِ صلوۃ آیات قرآنی کا یا ایک هی سورۃ کو باربار پڑھنے کی صورت میں اس کے اعداد کا مروجہ تسبیح کے ذریعہ شمار کرنے کا جواز بیان کیا ھے۔

(۳) وعد التسبيح بالاصابع سنةٌ، كما قال النبی ﷺ للنساء: "سبحن ونحو بالاصابع فانهن مسؤلات مستنطقات." واما عده بالنوى والحصى ونحول ذلك فحسن، وكان من الصحابةؓ من يفعل ذلك وقد رأى النبی ﷺ ام المؤمنين تسبح بالحصى، واقرها على ذلك وروى أن اباهريرة كان يسبح به.

واما التسبيح بما يجعل في نظام من الخرز ونحوه، فمن الناس من كرهه، ومنهم من لم يكرهه، واذا احسنت فيه النية فهو حسن غير مكروه، واما اتخاذه من غير حاجة او اظهاره للناس مثل تعليقه في العنق، او جعله كالسوار في اليد لو نحو ذلك، فهذا اما رياء للناس او مظنة المراء ومشابهة المرائين من غير حاجة: الاول محرم والثاني اقل احواله الكراهة، فان مراءاة الناس في العبادات المختصة كالصلوة والصيام والذكر وقراءة القرآن من اعظم الذنوب..... (مجمو الفتاوىٰ قديم ۲۲/۵۰۶)

اس فتویٰ میں انگلیوں سے اذکار وتسبیحات شمار کرنے کو "سنت" قرار دیا ہے، اور کھجور کی گٹھلی اور کنکر وغیرہ سے شمار کرنے کو "حسن" قرار دیا ہے، اور مروجہ تسبیح کو متعلق ذکر فرمایا، کہ بعض لوگ اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں، اور بعض مکروہ نہیں دیتے۔ آگے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اپنی رائے اور نظریہ مذکورہ ہے، کہ جب اس میں نیت اچھی ہو تو "حسن اور غیر مکروہ" ہے، لیکن بلاضرورت تسبیح بنوانا یا گلے میں لٹکانے اور ہاتھ میں کنگن کی طرح لپیٹنے جیسی صورتوں کے ذریعہ لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرنا یا تو ریاء ہے یا مظنۂ ریاء اور بلاضرورت ریاکاروں کی مشابہت ہے، تو اس میں کم از کم کراہت کا ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ نے اپنے تینوں فتاوی میں سے کسی میں بھی مروجہ تسبیح کے مطلقاً بدعت ہونے کا قول نہیں کیا ہے؛ بلکہ مروجہ تسبیح کے بنانے اور رکھنے میں اگر نیت اچھی ہو، تو اس کو بلاکراہت "حسن" قرار دیا ہے۔

چند شبہات وسوالات اوران کے جوابات:

اب چند شبہات وسوالات اوران کے جوابات ذکر کئے جاتے ہیں:

(۱) سعودیہ کے سابق مفتئ اعظم شیخ ابن بازؒ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے، کہ شریعت مطہرہ میں مسبحہ (مروجہ تسبیح) کی کوئی اصل نہیں ہے۔ وہ فتویٰ 'فتاوىٰ اسلامية لمجموعة من العلماء الافاضل" میں موجود ہے۔ جب یہ بے اصل ہے، تو لامحالہ اسے بدعت ہی قرار دیا جائے گا۔

جواب: پہلی بات یہ ہے، کہ سابق تفصیل سے معلوم ہوگیا، کہ مروجہ تسبیح کی اصل شریعت مطہرہ میں موجود ہے،لہٰذا اسے بدعت قرار نہیں دیا جاسکتا۔
دوسری بات یہ ہے، کہ کوئی آدمی مروجہ تسبیح کو عبادت اور دین وقربت خیال کر کے استعمال نہیں کرتا؛ بلکہ شمار کے لئے ایک آلہ خیال کرتا ہے،اس لئے بایں حیثیت بھی اس کو بدعت ٹھہرایا نہیں جاسکتا ہے۔
تیسری بات یہ ہے، کہ سعودیہ کے سابق مفتی اعظم شیخ ابن بازؒ کی نظر میں بھی مروجہ تسبیح بے اصل ہونے کے باوجود بدعت نہیں ہے!!! حضرت موصوفؒ کا فتویٰ اس طرح ہے:

لا نعلم اصلاً فی الشرع المطہر لتسبیح بالمسبحة،فالاولیٰ عدم التسبیح بها،والا قتصار علیٰ المشروع فی ذلک ،وهو التسبیح بالانامل.(فتاویٰ اسلامیة لمجموعة من العلماء الافضل ج:۴ ص ۳۶۶)

مسبحہ کے ذریعہ تسبیح شمار کرنے کے لئے شریعت مطہرہ میں،ہم کوئی اصل وبنیاد نہیں جانتے ہیں،لہذا اولیٰ یہ ہے، کہ اس ذریعہ تسبیح شمار نہ کی جائے،اوراس میں مشروع پر اکتفاء کیا جائے،اور مشروع انگلیوں کے پوروں سے تسبیح شمار کرنا ہے۔"
شیخ ابن بازؒ کی نظر میں مروجہ تسبیح کا استعمال اگر بدعت ہوتا،تو موصوف ہرگز یہ تعبیر استعمال نہ فرماتے، کہ"اولیٰ" یہ ہے، کہ اس کے ذریعہ تسبیح شمار نہ کی جائے۔
واضح رہے، کہ حضرت موصوف نے اس فتویٰ میں مشروع میں صرف انگلیوں کے پوروں سے تسبیح شمار کرنے کو لکھا ہے،لیکن انہوں نے اپنے دوسرے فتویٰ میں کھجور کی گٹھلی اور سنگریزے وغیرہ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ملاحظہ ہو: (فتاویٰ نور علی الدرب، ج ا ص ۱۷۱)
(۲) جو صحابیاتؓ کھجور کی گٹھلیوں یا کنکریوں پر تسبیحات شمار کررہی تھیں، رسول اللہؐ نے ان چیزوں پر زیادہ مقدار میں تسبیحات پڑھنے کی بجائے جو اسہل وافضل طریقہ تھا، وہ ارشاد فرمایا، اس سے پتہ چلتا ہے، کہ گٹھلی یا کنکر وغیرہ پر اذکار شمار نہیں کرنا چاہئے، اور اسی پر مروجہ سبح کی بنیاد تھی، تو مروجہ تسبیح پر اذکار کا شمار کرنا ثابت ہوتا ہے۔
جوات: رسول اللہؐ نے ایک افضل صورت ارشاد فرمائی، اس سے یہ لازم نہیں آتا، کہ گٹھلیوں سنگریزوں پر اذکار کا شمار کرنا ناجائز ہے۔علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں:

والارشاد الیٰ ماهوا فضل لا ینافی الجواز.(نیل الاوطار، ج ۲ ۱۷ ۳)

شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے بھی بعینہٖ یہ عبارت نقل فرمائی ہے۔(تحفة الاحوذی، ج ۱۰ ص ۱۲)
شیخ محمود محمد خطاب السبکیؒ حدیث سعدؓ پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **وفیه دلالة علی جواز عد التسبیح بالنوی اوالحصی،فانه ﷺ لم ینه المرأة عن ذلک ،بل ارشدها الیٰ ماهو ایسلها وافضل ،ولو کان عیر جائز لبین لها ذلک.(المنهل العذب المورود، ج ۸ ص ۱۶۴)**
رسول اللہ ﷺ کے ارشاد میں کہیں دور تک بھی اس احتمال کا گزر نہیں ہے، کہ گٹھلیوں اور سنگریزوں پر اذکار کا شمار کرنا ممنوع ہے؛ بلکہ

آپ کے ارشاد کا منشاء اور غرض یہ ہے، کہ زیادہ ثواب حاصل کرنے کا ایک طریقہ جس طرح کثرت ذکر ہے، اسی طرح ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے، کہ اس کے ساتھ ایسے الفاظ کردیئے جائیں، جو کثرت تعداد پر دلالت کرنے والے ہوں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

واعلم ان من كان اكثر ميله الىٰ تلون النفس بلون معنى الذكر ،فالمناسب فى حقه اكتار الذكر ،ومن كان اكثر ميله الىٰ محافظة صورة العمل فى الصحيفة وظهورها يوم الجزاء،فالا نفع فى حقه اختيار ذكر راب (اى فائق)على الاذكار بالكيفية.(حجة الله البالغة ج ۲ ص ۷۳ جبحث فى الاذكار ومايتعلق بها)

''اور جان لیں کہ وہ شخص جس کا زیادہ میلان اپنے باطن کو ذکر کے رنگ میں رنگنا ہو، یعنی باطن میں احسانی کیفیت (نسبت یادداشت) پیدا کرنا مقصود ہو، اس کے لئے ذکر کی کثرت مناسب ہے۔ اور جس شخص کا زیادہ میلان نامۂ اعمال میں عمل کی صورت کی نگہداشت کی طرف اور بروز جزاء اس صورت کے منظہور کی طرف ہو، اس کے حق میں زیادہ مفید ایسے ذکر کو اختیار کرنا ہے، جو کیفیت کے ذریعہ اذکار پر فائق ہو۔''

جو صحابیاتؓ کھجور کی گٹھلیوں یا کنکریوں اذکار و تسبیحات شمار کررہی تھیں، ان کو کنکریوں یا گٹھلیوں پر اذکار و تسبیحات کے شمار کرنے سے روکنا مقصود نہیں تھا؛ بلکہ ان کو افضل و ایسر کی تعلیم دینی مقصود تھی، اس کی تائید حسب ذیل روایت سے ہوتی ہے:

عن ابن عباس عن جويرية ان النبىﷺ خرج من عندها بكرة حين صلى الصبح وهى فى مسجدها ثم رجع بعد ان اضحى وهى جالسة فقال:مازلت على الحال التى فارقتك عليها،قالت:نعم قال النبىﷺ:لقدقلت بعدك اربع كلمات ثلاث مرات لو وزنت بما قلت منذ اليوم لوذنتهن: سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضى نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته.(صحيح مسلم،ج ا ص ۱۹۸، ۱۹۹)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی ام المؤمنین حضرت جویریہؓ سے روایت کرتے ہیں، کہ نبی کریمؐ فجر کی نماز پڑھ کر ان کے پاس سے صبح میں باہر تشریف لے گئے، دراں حالیکہ وہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں تھیں، پھر آپ چاشت کا وقت ہوجانے کے بعد لوٹے، دراں حالیکہ ہو (اسی جگہ) بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے دریافت فرمایا، کہ تم برابر اسی حال پر ہر، جس حال پر میں نے تم کو چھوڑا تھا؟ (یعنی تم برابر اپنی اسی نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھ کر وظیفہ پڑھ رہی ہو؟) انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس سے جانے کے بعد میں نے چار کلمے تین دفعہ کہے، اگر وہ تمہارے آج (صبح سے) پڑھے ہوئے وظیفہ کے ساتھ تولے جائیں، تو ان کا وزن بڑھ جائے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں: سبحان الله خلقه ورضى نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته. (میں اللہ کی پاکی اور حمد بیان کرتا ہوں اس کی مخلوقات کی تعداد کے برابر، اس کی ذات کی خوشنودی کے برابر، اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمے کی تعداد کے برابر)

''المنهل''ميں هے:فى الحديث دلالة على الترغيب في الذكر بهذا الكلمات وان الذكر يتضاعف ويتعدد بعدد ما احال عليه الذكر وان لم يتكرر الذكر فيحصل لمن قال:سبحان الله عدد كل شيءٍ مثلاً مرة مالا

يحصل لمن كرر التسبيح بدون احالة على عدد. (المنهل العذب المورود، ج۸/۱٦٧)

(۴) حضرت عمرؓ کے اثر ذیل میں تسبیح پر تسبیحات شمار کرنے سے ممانعت ہوتی ہے:

عن سعيد بن جبير، قال: رأى عمر بن الخطاب رجلا يسبح بتسابيح معه، فقال عمر: انما يجزيه من ذلک أن يقول: سبحان الله ملء السموات والارض، وملء ماشاء من شئ بعد، ويقول: الحمد الله ملء السموات والارض وملء شاء من شئ بعد. (المصنف لابن ابی شیبة ج۵ ص ۲۲۰)

جواب: اولاً: تو یہ اثر منقطع ہے۔ اور ثانیاً: اس آدمی کو اس عمل سے روکنا مقصود نہیں؛ بلکہ ماقبل کی طرح یہاں بھی اسھل والیسر کی تعلیم مقصود ہے۔

بنوکلیب کی ایک خاتون تسبیح پر تسبیحات شمار کر رہی تھیں، جب حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ دیکھا تو فرمایا، کہ شواہد یعنی انگلیاں جو قیامت کے دن گواہی دیں گی، کہاں ہیں؟ یعنی بجائے تسبیح پر شمار کرنے کے انگلیوں پر تسبیحات شمار کرو۔ گویا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے تسبیح سے شمار کرنے پر نکیر فرمائی:

عن ابی تميمة عن امرأة من بني كليف، قالت: رأتني عائشة اسبح بتسابيح معی، فقالت: اين الشواهد؟ تعني الاصابع. (المصنف لابن ابی شیبة، ج۵ ص ۲۱۷)

جواب: اس کی سند میں جہالت ہے؛ بنوکلیب کی خاتون مجہول ہے۔ بر تقدیر صحت اثر حضرت عائشہؓ کی طرف سے اعلیٰ وافضل کی تلقین ہے۔ ماقبل میں مذکورہ ہوا، کہ اذکار و تسبیحات کا انگلیوں پر شمار کرنا اعلیٰ وافضل ہے۔

(۵) حسبِ ذیل روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا تسبیح اور کنکریوں کے ذریعہ اذکار شمار کرنے پر انکار روار ہوا ہے:

عن الصلت بن بهرام قال: مر ابن مسعود بامرأة معها تسبيح تسبح به، فقطعه، والقاه. ثم مر بر جل يسبح بحصى، مضربه برجله، ثم قال: لقد سبقتم، ركبتم بدعة ظلما، ولقد غلبتم اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم علماً. (البدع والنهي عنها لابن وضاح القرطبي، ص: ۱۲)

''صلت بن بہرام سے مروی ہے، کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک خاتون کے پاس سے گذر ہوا، اس کے پاس تسبیح تھی، جس سے وہ تسبیح پڑھ رہی تھی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس تسبیح کو توڑ کر ڈال دیا۔ پھر آدمی کے پاس سے گذرے، جو کنکریوں سے تسبیح پڑھ رہا تھا، اس کو پاؤں مارا، پھر فرمایا کہ تم (اپنے زعم میں صحابۂ کرام سے) بڑھ گئے؟ (نہیں؛ بلکہ) تم بے جا بدعت کے مرتکب ہوئے۔ تم (یہ خیال کرتے ہو کہ تم) محمد ﷺ کے اصحاب سے علم میں بڑھ گئے!!!

جواب: اس روایت کی سند میں انقطاع ہے، کیوں کہ صلت بن بہرام کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔ بر تقدیر صحت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انکار اذکار شمار کرنے کے لئے تسبیح یا کنکریوں کے استعمال پر نہیں ہے؛ بلکہ نفس اذکار شمار کرنے پر ہے۔ ان کا موقف اذکار شمار کرنے کی کراہت کا نقل کیا جاتا ہے، چنانچہ حضرات ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

کان عبداللّٰہ یکرہ العد، ویقول : أیمن علی اللہ حسنا تہ؟ (المصنف لابن أبی شیبۃ، ج: ۵،ص: ۲۱۹، ۲۲۰)

''حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ اذکار کے شمار کرنے کو ناپسند کرتے تھے،اور فرماتے تھے کہ کیا اللہ پر اپنی نیکیوں سے احسان جتایا جاتا ہے؟''

یہ روایات موقوف ہیں، جبکہ مرفوع روایاتِ صحیحہ سے رسول اللہ ﷺ کا قولاً، عملاً اور تقریراً اذکار وتسبیحات کا شمار کرنا ثابت ہے۔ ممکن ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ ہوا، کہ رسول اللہ ﷺ سے فرض نمازوں کے بعد جیسے مواقع میں اذکار کا شمار کرنا ثابت ہے،ان کے علاوہ مواقع میں شمار کرنا مکروہ ہے،لیکن جمہور صحابہ اس کے بلاکراہت جواز کے قائل ہیں۔

(۶) حسبِ ذیل روایت میں بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کنکریوں سے تسبیحات واذکار شمار کرنے پر نکیر منقول ہے۔اور اس پر مروجہ تسبیح کی بنیاد ہے،تو اس مروجہ تسبیح کا ممنوع ہونا ثابت ہوتا ہے:

عن سیار ابی الحکم: أن عبداللّٰہ بن مسعود حدث: أن انا سا بالکوفۃ یسبحون بالحصی فی المسجد ، فا تاھم وقد کوم کل رجل منھم بین یدیہ کومۃ حصی، فلم یزل یحصبھم بالحصی حتی اخر جھم من المسجد ، ویقول : لقد احد ثتم بدعۃ ظلما او قد فضلتم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم علماً . (البدع والنھی عنھا لا بن وضا ح، ص: ۱۱)

''ابوالحکم سیار سے مروی ہے، کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے ، دراں حالیکہ ان میں سے ہر ایک آدمی نے اپنے سامنے کنکریوں کا ڈھیر لگا رکھا تھا۔آپ ان کو کنکریوں سے مارتے رہے، یہاں تک کہ ان کو مسجد سے نکال دیا۔اور آپ (ان کو مارتے ہوئے) فرماتے تھے، کہ یا تو تم نے بے جا بدعت گڑھ لی، یا پھر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے علم میں بڑھ گئے۔'' (اور یہ دوسری صورت ہو نہیں سکتی، لامحالہ پہلی صورت متعین ہوگئی، کہ تم نے یہ بدعت گڑھ لی ہے)

اس روایت کی سند میں بھی انقطاع ہے، کیوں کہ ابوالحکم سیار کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔ بر تقدیر صحت ممکن ہے، کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انکار نفس اذکار شمار کرنے پر ہوا، جبکہ صحیح مرفوع روایتوں سے اس کا بلاکراہت جواز ثابت ہے، جیسا کہ ماقبل میں گذرا۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ذکر کے لئے مسجد میں اجتماع واہتمام والتزام اور ہیئت کذائیہ پر نکیر کی ہو۔ذیل کی روایت جس سے سند میں فنی اعتبار سے تقریباً کوئی کلام نہیں، کا محمل بھی یہی ہے،روایت اس طرح ہے:

اخبر نا الحکم بن المبارک انا عمر (ھکذا جاء فی السنن للدارمی ، وصوابہ : عمرو)بن یحیی قال سمعت ابی یحدث عن ابیہ (ای عن عُما رۃ بن ابی حسن الماز نی) قال : کنا نجلس علیٰ با ب عبدا للہ بن مسعود قبل صلاۃ الغداۃ، فاذا خرج مشینا معہ الیٰ المسجد ، فجاء نا ابو موسیٰ الا شعر ی فقال : أخر ج الیکم ابو عبدالرحمن بعد؟ قلنا: لا فجلس معنا حتی خرج، فلما خرج قمنا الیہ جمیعا ، فقال لہ ابو موسیٰ: یا ابا

عبدالرحمن، انی رأیت فی المسجد آنفا امراً انکرته ، فلم أر والحمد الله الا خیرا . قال : فلما هو؟ فقال : ان عشت فستراه . قال : رأیت فی المسجد قوما حلقا جلوسا ینتظر ون الصلاة فی کل حلقة رجل وفی ایدیهم حصا فیقول : کبروا مائة ، فیکبرون مائة، فیقول: هللوا مائة، فیهللون مائة، ویقول : سبحوا مائة ، فیسبحون مائة.

قال: فما ذا قلت لهم ؟ قال:ماقلت لهم شیأ انتظار رأیک او انتظار امرک . قال : افلا امرتهم ان یعدوا سیئا تهم ، وضمنت لهم ان لا یضیع من حسناتهم ، ثم مضی ومضینا معه حتی اتی حلقة من تلک الحلق ، فوقف علیهم فقال: ما هذا الذی أراکم تصنعون ؟ قالوا : یا ابا عبدالرحمن ، حصا نعد به التکبیر والتهلیل والتسبیح . قال : فعدوا سیئا تکم، فانا ضامن أن لا یضیع من حسناتکم شیء، ویحکم یا امة محمد ، ما اسرع هلکتکم ، هؤلاء صحابة نبیکم صلی الله علیه وسلم متوافرون ، وهذه ثیا به لم تبل ، وآنیته لم تکسر ، والذی نفسی بیده انکم لعلی ملة هی اهدی من ملة محمد ؟ او مفتتحوا باب ضلالة؟ قالوا : والله یا ابا عبدالرحمن ، ما اردنا الا خیر . قال: وکم من مرید للخیر لن یصیبه، ان رسول الله حدیثاً: ان قوما یقرؤون القرآن لا یجاوز ترقیهم، وایم الله ما ادری لعل اکثر هم منکم ، ثم تولی عنهم . فقال عمرو بن سلمة: رأینا عامة اولئک الحلق یطاعنونا یوم النهر وان مع الخوارج . (سنن الدارمی ، باب فی کراهیة اخذ الرأی ، ج : ۱ ، ص ۷۸)

''عمارہ بن ابی حسن المازنی فرماتے ہیں، کہ ہم نمازِ فجر سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے (گھر کے) دروازے پر بیٹھتے تھے، جب آپ گھر سے نکلتے ،تو ہم آپ کے ساتھ مسجد جاتے ۔ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس اب تک ابوعبدالرحمٰن (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں آئے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں ۔تو آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر سے نکلنے تک ہمارے ساتھ تشریف فرما ہوئے ۔ جب آپ نکلے تو ہم سب آپ کی طرف اٹھے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ سے فرمایا کہ اے ابوعبدالرحمٰن !میں نے مسجد میں ابھی ایک بات دیکھی ،جس کو میں نے اوپرا پایا، ویسے تو الحمد اللہ خیر ہی کو دیکھا۔آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر زندگی نے وفا کی ،تو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے،اوروہ یہ کہ میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو مختلف حلقوں میں نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے دیکھا، ہر حلقے میں ایک آدمی ہے،لوگوں کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں، وہ آدمی کہتا ہے: سومرتبہ ''اللہ اکبر'' پڑھو،تو لوگ سومرتبہ اللہ اکبر پڑھتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے:سومرتبہ ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' پڑھو،تو لوگ سومرتبہ '' لا الٰہ الا اللّٰہ '' پڑھتے ہیں،پھر وہ کہتا ہے، کہ سومرتبہ '' سبحان اللّٰہ ''پڑھوتو لوگ سومرتبہ '' سبحان اللّٰہ''پڑھتے ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے ان سے کیا کہا؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ان سے آپ کی رائے کے انتظار میں راوی کہتا ہے کہ یا یہ فرمایا کہ آپ کے حکم کے انتظار میں کچھ نہیں کہا۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ان کو یہ حکم دیتے کہ وہ

اپنے گناہ شمار کریں اوران کو ضمانت دیتے، کہ ان کی نکیوں میں سے کچھ ضائع نہیں ہوگا(یعنی ان اذکار کو شمار کرنے کی ضرورت ہے؟ آدمی جو ذکر کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، اس پر وہ اجر دیں گے، وہ ذکر اور نیکی ضائع نہیں ہوگی) پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ (مسجد کی جانب) چلے، ہم بھی آپ کے ساتھ ہولیے، یہاں تک کہ ان حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس آکر کھڑے ہوگئے، اوران سے دریافت فرمایا، کہ یہ کیا چیز ہے، جو میں تم کو کرتے ہوئے پا رہا ہوں؟ انھوں نے جواب دیا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! ہم ان سنگریزوں سے تکبیر، تہلیل اور تسبیح شمار کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: بجائے اس کے تم اپنے اپنے گناہ شمار کرو، میں ضمانت دیتا ہوں کے (اگر ان اذکار کو شمار نہ کرو، تو) تمہاری نیکیوں میں سے کچھ ضائع نہیں ہوگا۔اے امتِ محمد ﷺ! تم پر افسوس! تمہاری ہلاکت کس قدر جلد آگئی، ابھی یہ اصحابِ نبی ﷺ تمہارے درمیان بکثرت موجود ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوئے اور آپ کے برتن نہیں ٹوٹے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصال کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور تم ابھی سے بدعتوں میں مشغول ہوگئے) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! یا تو تم ایک ایسے دین پر ہو، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے (نعوذ باللہ) زیادہ راست ہے، یا تو تم گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو۔ان لوگوں نے جواب دیا: اے ابوعبدالرحمٰن! اللہ کی قسم! ہم اس عمل سے نیکی ہی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہت سے نیکی کا ارادہ کرنے والے ایسے ہیں کہ انھیں ہرگز نیکی حاصل نہیں ہوتی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے، مگر قرآن ان کی ہنسلیوں سے تجاوز نہیں کرے گا۔اللہ کی قسم! قطعی بات میں نہیں جانتا، ہوسکتا ہے کہ ان کے بیش تر لوگ تم ہی میں سے ہوں۔یہ کہہ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے چلے گئے۔عمرو بن سلمہ کہتے ہیں کہ ان حلقے والوں میں سے اکثر کو ہم نے دیکھا کہ جنگِ نہروان میں خوارج کے ساتھ مل کر یہ لوگ ہم پر برچھے مارتے تھے۔''

(۷) حدیث پاک میں ہے: لا یزال لسانک رطبا من ذکر اللہ . (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، ۲:، ص:۹۲، جامع ترمذی وغیرہ) ''تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہر وقت تر رہے۔'' اس کا تقاضا یہ ہے کہ زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سرشار اور تر رہنا چاہیے، تو پھر اذکار و تسبیحات کے شمار کرنے اور اس کے لئے مروجہ تسبیح کے استعمال کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب: ویسے تو ہر وقت زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہونا چاہیے، لیکن خود احادیثِ طیبہ میں بعض بعض اذکار کی تعداد مروی و منقول ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص اذکار کو خاص اوقات میں خاص تعداد کے ساتھ پڑھنا مقصود ہے، اس لئے ان اذکار کو شمار کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔نیز جیسا کہ ماقبل میں گذرا کہ گننے سے ادائیگی اذکار میں نشاط پیدا ہوتا ہے۔

(۸) شریعت مطہرہ میں سو سے زیادہ مقدار میں کوئی ذکر نہیں ہے، سو سے زیادہ میں مطلق ذکر کا حکم ہے، اور سو تک انگلیوں کے پوروں سے گننے میں کوئی دشواری نہیں ہے، جبکہ اس سے زائد میں شمار کرنے کی ضرورت نہیں، لہٰذا مروجہ تسبیح کی اصل (کھجور کی گٹھلیوں اور سنگریزوں پر اذکار کا شمار کرنا) ثابت ہوگئی، تو اس سے اس سوال کی خود ہی بیخ کنی ہوجاتی ہے۔اب چاہے سو کے اندر اذکار شمار کیے جا رہے

ہوں یا اس سے زائد میں۔ سو سے زائد میں اذکار کا شمار کرنا ادائیگی اذکار میں نشاط کا موجب ہے، کما مر۔

(۹) مروجہ تسبیح کے استعمال میں ہنود و نصاریٰ وغیرہ کے ساتھ تشبہ پایا جاتا ہے، کیونکہ ان کے ہاں بھی تسبیح رائج ہے۔

جواب: اذکار کے شمار کرنے میں مروجہ تسبیح کا استعمال غیر مسلمین مذہبی شعار کے طور پر نہیں کرتے ہیں۔ نیز ان کی تسبیح یا جپ مالا میں اور مسلمان جو تسبیح استعمال کرتے ہیں، ان میں فرق ہوتا ہے۔ چنانچہ نصاریٰ میں کیتھولک پچاس چھوٹے دانوں کی تسبیح استعمال کرتے ہیں، جو چار بڑے دانوں پر منقسم ہوتے ہیں، اور ان کی تسبیح میں دو بڑے اور تین چھوٹے دانوں اور ملپ سے بنا ہوا ہار لٹکا رہتا ہے۔ ہندوؤں کی جپ مالا مختلف فرقوں کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔ شیوائیہ فرقہ کی جپ مالا میں چوراسی (۸۴) دانے ہوتے ہیں، اور وشنو فرقہ کی جپ مالا کے دانوں کی تعداد ایک سو آٹھ (۱۰۸) ہوتی ہے، جب کہ مسلمانوں کی تسبیح کے دانوں کی تعداد تینتیس (۳۳)، ننانوے (۹۹) اور عامۃً سو (۱۰۰) ہوتی ہے۔ اور مسلمانوں کی تسبیح غیر مسلمین کی جپ مالا وغیرہ کے دانوں کی ہیئت میں بھی اختلاف ہوتا ہے، لہٰذا مروجہ تسبیح کے استعمال میں غیر مسلمین کے ساتھ مشابہت نہیں پائی جاتی ہے۔

خلاصہ بحث:

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ اذکار و تسبیحات کا انگلیوں میں شمار کرنا اولیٰ و افضل ہے، تاہم مروّجہ دھاگے دانوں کی تسبیح پر شمار کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں، جائز ہے۔ کیونکہ اس کا وجود اگر چہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہیں تھا، لیکن اس کی اصل آپ ﷺ کے عہدِ مبارک میں موجود تھی، لہٰذا اسے مطلقاً بدعت قرار دینا نادانی ہے۔

تتمہ: کاؤنٹر مشین یا الکٹرانک تسبیح سے اذکار کا شمار کرنا:

ہمارے زمانے میں لوہے وغیرہ دھات کا انڈے کے حجم کے برابر ایک آلہ تیار ہوا ہے، اس میں نو سو ننانوے یا نو ہزار نو سو ننانوے تک نمبر ہوتے ہیں۔ اذکار و تسبیح پڑھنے والا اسے اپنی ہتھیلی میں رکھتا ہے، اور انگوٹھے یا انگلی سے اس کا بٹن دباتا رہتا ہے، جس سے نمبر (عدد) بدلتا رہتا ہے۔ جب نو سو ننانوے یا نو ہزار نو سو ننانوے پر پہنچتا ہے اور پھر از سرِ نو شروع کرتا ہے۔ جس طرح دھاگے والی تسبیح سے اذکار کا شمار کرنا جائز ہے، اسی طرح اس کاؤنٹر مشین سے شمار کرنا جائز ہے، البتہ اس مشین میں بٹن دبانے سے آواز کچھ بلند ہوتی ہے، اس لئے تسبیح پڑھنے والے کو چاہیے کہ کوئی آدمی نماز یا تلاوت میں مشغول ہو، یا کوئی آدمی سویا ہوا ہو، اور کاؤنٹر مشین پر اذکار شمار کرنے سے نماز، تلاوت یا نیند میں خلل واقع ہو سکتا ہو، تو وہاں کاؤنٹر مشین کا استعمال کرنے سے اجتناب کرے۔

''الیکٹرانک تسبیح'' سے اذکار شمار کرنے میں بھی بٹن دانے سے آواز بلند ہوتی ہے، اگر چہ لوہے کے کاؤنٹر مشین کی آواز سے قدرے کم ہوتی ہے۔ لہٰذا اس سے اذکار شمار کرنے کا حکم وہی ہے، جو کاؤنٹر مشین سے شمار کرنے کا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.